# کشمیر: جہاں روز انسانی خون بہتا ہے!

ایس احمد پیرزادہ ⚬

۴ مارچ ۲۰۱۸ء کو جنوبی کشمیر کے پہاڑی ضلع شوپیاں میں ایک اور خونی کھیل میں دوعسکریت پسندوں کے علاوہ چار بے گناہ اور معصوم کشمیریوں کو بھارتی فوجی اہل کاروں نے گولی مار کر ابدی نیند سلا دیا۔ مقامی لوگوں اور عینی شاہدین کے مطابق اس روز جب لوگ مغرب کی نماز ادا کر کے مسجد سے باہر آرہے تھے، تو کچھ ہی دیر بعد شوپیاں سے ۶ کلومیٹر دُور ترکہ وانگام روڑ پر پہنو پنجورہ نامی گاؤں کے نزدیک مسافر گاڑیوں کی تلاشی لینے والے مقامی بھارتی فوجی کیمپ سے وابستہ ۴۴ راشٹریہ رائفلز کے اہل کاروں نے ایک سوفٹ گاڑی زیر نمبر JK04D 7353 پر اندھا دھند فائرنگ کی اور تین بے گناہ لوگوں کو شہید کر دیا۔ عوامی ذرائع کے مطابق گاڑی پر فائرنگ سے قبل جنگجوؤں اور فوج کے درمیان جھڑپ ہوئی، جس میں ایک عسکریت پسند جان بحق ہوگیا۔

بھارتی فوج نے پہلے یہ دعویٰ کیا کہ فائرنگ میں ایک جنگجو عامر احمد ملک ولد بشیر احمد ملک ساکن حرمین شوپیاں جان بحق ہوگیا۔ قریباً ایک گھنٹے کے بعد آرمی نے ایک اور متضاد بیان میں کہا کہ اس واقعے میں جنگجوؤں کے ساتھ موجود تین مقامی نوجوان بھی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے، جن کی شناخت سہیل احمد وگے ولد خالد احمد وگے (عمر ۲۲ سال) ساکن پنجورہ، شاہد احمد خان ولد بشیر احمد خان (عمر ۲۳ سال) ساکن ملک گنڈ، اور شاہنواز احمد وگے ولد علی محمد وگے (عمر ۲۳ سال) ساکن مولو کے طور پر ہوئی۔ بھارتی فوج کے بیان کے مطابق یہ تینوں نوجوان عسکریت پسندوں کے ساتھ گاڑی میں سوار تھے اور اُنھوں نے بھارتی فوج پر مبینہ طور پر فائرنگ کی۔ جوابی کارروائی میں

---

⚬ مدیر ہفت روزہ 'مومن' سری نگر

یہ چاروں جاں بحق ہوگئے۔فوج کے بقول تینوں نوجوان عسکریت پسندوں کے لیے کام کررہے تھے۔

مقامی لوگوں نے آرمی کی اس پوری کہانی کو من گھڑت قرار دیتے ہوئے کہا کہ فوج نے تینوں نوجوانوں کو جرم بے گناہی میں مار دیا ہے اور اُنھیں جان بوجھ کر نشانہ بنایا گیا۔ مقامی لوگوں کی دلیل کو اس بات سے بھی تقویت حاصل ہورہی ہے کہ اگلے دن، یعنی ۵ مارچ کی صبح کو اس سانحے کی جگہ سے کچھ ہی دُوری پر موجود ویگن سے ایک اور نوجوان گوہر احمد لون ولد عبدالرشید لون (عمر ۲۴ سال) ساکن مولو کی لاش برآمد ہوئی۔ بالفرض مان بھی لیا جائے کہ پہلے تین نوجوان جنگجوؤں کے ساتھ گاڑی میں سفر کررہے تھے تو پھر دوسری گاڑی میں سوار گوہر احمد لون کو کیوں نزدیک سے گولیوں کا نشانہ بنایا گیا؟ حالاں کہ بھارتی فوج کی کہانی میں پہلے سے ہی تضاد اور جھول پایا جاتا ہے۔جس وقت یہ سانحہ پیش آیا اُس کے کچھ ہی دیر بعد سوشل میڈیا پر فوج کے ذرائع سے مختلف نیوز ایجنسیوں نے جو خبر شائع کی، اُس میں ایک عسکریت پسند کے شہید ہونے کی اطلاع دی گئی اور ساتھ میں اُس کی تصویر بھی عام کردی گئی جس میں اُس کی لاش وردی پوشوں کے درمیان سڑک کے بیچوں بیچ دکھائی دے رہی تھی۔ اگر وہ اُسی گاڑی میں سوار ہوتا جس میں یہ تین معصوم نوجوان تھے تو پھر اُن کی خبر پہلے مرحلے میں نشر کیوں نہیں کی گئی؟

دراصل حقیقت یہ ہے کہ حسب روایت بھارتی فوج، کشمیری جنگجوؤں کے ساتھ جھڑپ ہونے اور اُن کے شہید ہوجانے کے بعد آپے سے باہر ہوگئی اور اُنھوں نے شاہراہ پر چلنے والی گاڑیوں کو بے تحاشا انداز میں نشانہ بنانا شروع کیا۔جس کی زد میں دونوں گاڑیاں آگئیں جن میں یہ تین نوجوان اور دوسری گاڑی میں ایک اور نوجوان گوہر احمد لون تھا اور یہ چاروں اَدھ کھلے پھول ہمیشہ ہمیشہ کے لیے مرجھا گئے۔ اس سانحے کے حوالے سے فوج نے بیس گھنٹوں کے اندر تین بار متضاد بیانات جاری کیے۔ اگلے دن جب گوہر احمد کی لاش برآمد ہوئی تو فوجی ترجمان نے گذشتہ دو بیانات کے بالکل ہی متضاد تیسرا بیان جاری کردیا، جس میں بتایا گیا کہ فوجی ناکے کی جانب دو تیز رفتار گاڑیاں آرہی تھیں، جنھیں رُکنے کے لیے کہا گیا۔ گاڑیاں رُکنے کے بجاے اُن میں سوار جنگجوؤں نے فوج پر فائرنگ کی۔ جوابی کارروائی میں ایک جنگجو اور اُس کے چار اعانت کار جاں بحق ہوگئے۔سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر فوج کا یہ بیان صحیح ہے تو گذشتہ دو بیان کیوں دیے گئے؟ عام لوگ

اور عینی شاہدین کہتے ہیں کہ پہلے مرحلے میں جو جھڑپ جنگجوؤں کے درمیان ہوئی ہے اُس میں صرف ایک جنگجو جاں بحق ہوا تھا۔ اس لیے پہلے مرحلے پر وہی کہا گیا جو ہوا تھا، لیکن بعد میں فوج نے جان بوجھ کر راہ چلتی گاڑیوں کو نشانہ بنا کر جو گھناؤنا کھیل کھیلا اُس پر پردہ پوشی کے لیے متضاد بیانات جاری کیے گئے۔ حالاں کہ بھارتی فوج کو کشمیر میں عام لوگوں کو مارنے کے لیے نہ صرف نئی دہلی سے اشیرواد حاصل ہے بلکہ اُن کی جانب سے کشمیریوں کے تئیں جارحانہ اور قاتلانہ رویے پر اُنھیں تمغے اور ایوارڈ بھی دیے جاتے ہیں۔ پہلی دفعہ بھارت میں موجود بی جے پی حکومت عام کشمیریوں کی نسل کشی کرنے کو کھلے عام نہ صرف قبول کرتی ہے بلکہ اس کے لیے جواز بھی پیش کیا جاتا ہے۔

جن گھرانوں کے چشم و چراغ اس سانحے میں بھارتی فوج نے گل کر دیے ہیں، اُنھوں مظلوموں نے بھارتی فوج کے تمام تر دعوؤں کو جھٹلا کر اُن کی کہانی کو من گھڑت قرار دیا ہے۔ شہید سہیل احمد وگے کے بھائی محمد عباس وگے نے بھارتی فوجی دعوے کی نفی کرتے ہوئے ایک مقامی نیوز ایجنسی سے بات کرتے ہوئے کہا کہ: ''میں نے سہیل کو شام ۷:۲۴ بجے فون کیا تو اُس نے مجھ سے کہا کہ وہ ماں کو بہن کے گھر چھوڑنے نزدیکی گاؤں پہلی پورہ پہنچ چکا ہے۔ اُس کے صرف آدھے گھنٹے بعد ہم نے یہ المناک خبر سنی کہ فوج نے سہیل کو وہاں سے واپس آتے ہوئے راستے میں مار دیا۔'' اسی طرح شاہد احمد خان کے والد بشیر احمد نے کہا کہ: ''میرا بیٹا بارھویں جماعت کا طالب علم تھا، وہ نماز پڑھنے نکلا تھا۔ اُسے جرم بے گناہی میں مار دیا گیا''۔ جس جگہ پر یہ سانحہ پیش آیا وہاں کے عام لوگوں نے بھی فوج پر الزام عائد کیا کہ اُنھوں نے جھڑپ کے دس منٹ بعد جان بوجھ کر راہ چلتی گاڑیوں کو نشانہ بنا کر چار بے گناہ نوجوانوں کو جان سے مار دیا۔ جنوبی کشمیر کے شوپیاں، پلوامہ اور کولگام ضلع میں عوامی غم و غصہ بھی اس بات کی عکاسی کر رہا ہے کہ یہاں وردی پوش اپنے خصوصی اختیارات کا استعمال کر کے حد سے تجاوز کر رہے ہیں۔ نہتے اور بے گناہ لوگوں کو مارنے کی جیسے اُنھیں کھلی چھٹی حاصل ہے۔ جنوبی کشمیر میں رواں سال میں اب تک ۳۰ سے زائد عام اور بے گناہ کشمیری نوجوانوں کو بھارتی فوج نے گولیوں کا شکار بنا کر شہید کر دیا ہے، اور بھارتی فوج کی نہتے عوام کے خلاف نہ رُکنے والی کارروائی میں سیکڑوں افراد سال کے پہلے دو مہینوں میں جسمانی طور پر مضروب ہو چکے ہیں۔

ماہِ جنوری میں ایسے ہی ایک سانحے میں بھارتی فوج آر آر کے اہل کاروں نے اِسی ضلع میں تین نوجوانوں کو جرمِ بے گناہی میں گولی مار کر جاں بحق کر دیا، جس پر کافی ہنگامہ ہوا تھا۔ بعد میں مقامی پولیس نے جب اس سانحے میں ملوث بھارتی فوج کے میجر آدتیہ کے خلاف ایف آئی آر درج کی تو سپریم کورٹ آف انڈیا نے ایف آئی آر پر مزید کارروائی کرنے پر روک لگا دی اور جموں و کشمیر گورنمنٹ سے اس سلسلے میں جواب طلبی کی۔ اس سے پہلے محبوبہ مفتی کی پی ڈی پی حکومت نے عوام کو یقین دلایا تھا کہ وہ اس سانحے کی تحقیقات کر کے ملوث اہل کاروں کے خلاف کارروائی کرے گی۔ لیکن جب ۵ مارچ کو ریاستی کٹھ پتلی حکومت نے سپریم کورٹ میں جواب داخل کیا تو اُنھوں نے عوامی مفادات اور جان و مال کے تحفظ کی باتوں کو یکسر نظر انداز کرتے ہوئے اپنے جواب میں سپریم کورٹ کو بتا دیا کہ میجر آدتیہ کا نام ایف آئی آر میں شروع سے درج ہی نہیں تھا۔ گویا عوام کو گمراہ کیا جا رہا تھا، وقتی طور پر اُن کے غصے کو ٹھنڈا کرنے کے لیے یہ جھوٹ اور فریب پر مبنی داؤ کھیلا گیا کہ میجر آدتیہ کے خلاف ایف آئی آر درج کی گئی۔ یہاں ہر قتل عام میں ملوث اہل کاروں کو بچانے کے لیے پہلے ہی سے ریاستی کٹھ پتلی حکومت تیار ہوتی ہے۔

یہ المناک صورتِ حال گذشتہ سال میجر گوگوئی کے کیس میں بھی دیکھنے کو ملی، جس نے بیروہ بڈگام میں فاروق احمد ڈار کو انسانی ڈھال کے طور پر استعمال کر کے انسانی حقوق کی سرعام بے حرمتی کی۔ اُن کے خلاف ریاست میں قائم ہندنواز سرکار نے کافی بیان بازی کی تھی، لیکن جب قانون کی بات آئی تو اُنھیں سزا دینے کے بجاے فوج نے اُنھیں ترقی سے نوازا۔ ہندستان میں اُن کے نام کی T-Shirts تیار کی گئیں جو ہاتھوں ہاتھ بِک گئیں۔ اُنھیں ہندستانی میڈیا اور سیاست دانوں نے ہیرو کے طور پیش کیا۔ کشمیریوں کے خون سے ہاتھ رنگنے والوں کو جب تمغوں سے نوازا جا رہا ہو، جب اُن کی حمایت میں میڈیا یک طرفہ اور جانب داری پر مبنی رپورٹیں شائع کرتا ہو، جب پٹواری اور مقامی پولیس تھانے کے اہل کاروں سے لے کر ڈپٹی کمشنر اور اعلیٰ مقامی سرکاری عہدے دار اور سیاست دان تک اُنھیں بے گناہ ثابت کرنے کے لیے جھوٹی رپورٹ تیار کرنے میں پیش پیش ہوں، تو بھلا کیوں کر وردی پوش عام شہری ہلاکتوں سے باز رہیں گے! جب فوج کو دشمن کی طرح عوام کے رُو برو کھڑا کیا جائے، جب کسی بھی شخص کی جان لینے کے لیے سنگ باز، تخریب کار، او جی ڈبلیو،

احتجاجی، پاکستانی حمایت یافتہ جیسی اصطلاحوں کو جواز بنایا جانے لگے تو بخوبی انداز ہوجاتا ہے کہ حالات کس نہج پر جارہے ہیں۔ یہ ایک خطرناک کھیل ہے، جس کے ذریعے سے یہاں پر کشمیریوں کی نسل کشی کے لیے راہیں آسان کی جارہی ہیں۔ بھارتی فوج اور دیگر ایجنسیوں کی جانب سے فرقہ پرست ذہنیت کو بری طرح سے حاوی کیا جارہا ہے۔ ایسے میں انسانی حقوق کی پامالیوں کا یہاں یہ سلسلہ بھلا کیسے رُک سکتا ہے، بلکہ کشمیری عوام کے لیے آنے والا زمانہ مزید پریشان کن اور پُرتشدد ثابت ہوسکتا ہے۔ ۲۰۱۶ء سے برہان مظفروانی کی شہادت کے بعد سے عام کشمیری نوجوانوں کو نشانہ بنانے کا جو سلسلہ چل پڑا ہے وہ دوسال گزر جانے کے بعد بھی رکنے کا نام نہیں لے رہا۔ آئے روز وادی کے اطراف واکناف میں کسی نہ کسی ماں کی کوکھ اُجاڑی جاتی ہے، کوئی نہ کوئی نونہال اور معصوم نوجوان زندگی کے حق سے محروم کیا جاتا ہے۔

کشمیریوں کی نسل کشی کی ان کھلے عام وارداتوں کی پشت پناہی نہ صرف سرینگر ودلی میں قائم حکومتیں کررہی ہیں بلکہ ایسا کرنے کے لیے یہاں پر موجود دس لاکھ فوج اور نیم فوجی دستوں کو آرمڈ فورسز سپیشل پاور ایکٹ (’افسپا‘-AFSPA) کا تحفظ بھی فراہم کیا گیا ہے۔ سابق بھارتی فوجی سربراہ نے ’افسپا‘ کو مقدس کتاب سے تعبیر کرتے ہوئے اِس کو ریاست جموں وکشمیر میں لازمی قرار دیا ہے۔ اس قانون کی رو سے فوج کے خلاف ہوم منسٹری کی اجازت کے بغیر کوئی بھی کارروائی عمل میں نہیں لائی جاسکتی۔ وقتی حالات سے نپٹنے کے لیے یہاں کی حکومتیں تحقیقات وغیرہ کا خوب ڈھنڈورا پیٹتی رہتی ہیں، لیکن عملی طور پر یہ سب فضول کاوشیں ہی ثابت ہوتی ہیں۔ اس لیے یہ بات عیاں ہے کہ کشمیریوں کی نسل کشی اور سنگین قسم کے انسانی حقوق کی پامالیوں پر تب تک کوئی روک نہیں لگ سکے گی، جب تک عالمی انسانی حقوق کی تنظیموں کے ساتھ ساتھ عالمی طاقتیں سنجیدگی کا مظاہرہ نہ کریں۔

عالمی طاقتوں کی جانب داری اور مفاد پرستی کا تو کوئی گلہ نہیں، البتہ مسلم دنیا کی مجرمانہ خاموشی پر ماتم ہی کیا جاسکتا ہے۔ عالمِ اسلام اگر چاہے تو احسن طریقے سے ہندستانی حکومت پر دباؤ بڑھا کر ہندستانی حکمرانوں کو مسئلۂ کشمیر کے مستقل حل پر راضی کرسکتا ہے، لیکن ملت کے یہ حکمران آنکھیں بند کیے ہوئے ہیں۔ اپنے اپنے ممالک میں بھارتی حکمرانوں کی خوب آو بھگت کررہے ہیں۔ بھارتی وزیراعظم کو اعلیٰ ایوارڈ سے نوازتے ہیں اور اُن کی خوشنودی کے لیے سرزمینِ عرب میں

۱۵۰۰ سال بعد مندر اور بُت کدے بنانے کے لیے زمین تک فراہم کرتے ہیں۔ گویا ہر جانب سے دلی سرکار کو اطمینان حاصل ہو چکا ہے کہ مقبوضہ کشمیر میں جو کچھ وہ کر رہے ہیں، اس کے لیے اُنھیں کوئی روکنے ٹوکنے والا نہیں ہے۔ اسی طرح ہندنواز سیاست دان کشمیریوں کی بھلائی کی خوب باتیں کرتے ہیں، وہ شہری ہلاکتوں پر بیان بازیاں بھی کرتے ہیں لیکن اُن کی اوّلین ترجیح اقتدار حاصل کرنے کی ہوتی ہے۔ ایک دفعہ اقتدار میں آکر وہ انسانی لاشوں پر چل کر دلی کے مفادات کی آبیاری کرتے ہیں۔ اُن کا ضمیر اُنھیں ذرا بھی احساس نہیں دلاتا کہ جن لوگوں کے ووٹ سے وہ اقتدار کی کرسی پر براجمان ہوتے ہیں اُنھی لوگوں کے قتل عام پر وہ نہ صرف مگرمچھ کے آنسو بہاتے ہیں بلکہ اُن کے قتل کو جواز فراہم کرنے کے لیے مقامی وکیل کا کام بھی انجام دیتے ہیں۔

۱۶ مارچ کو بھارت کو 'ہندوتوا' ریاست بنانے والی تنظیم آر ایس ایس کے سربراہ نے اپنے ایک بیان میں کہا کہ کشمیر میں آزادی پسند عوام سے نبٹنے کے لیے 'طاقت' کی ضرورت ہے۔ فوج کو طاقت کا کھلا استعمال کرنے کے تمام اختیارات حاصل ہونے چاہییں۔ اسی طرح کا ایک بیان بھارتی وزیر داخلہ راج ناتھ سنگھ نے بھی دیا ہے۔ بھارتی فوجی سربراہ جنرل بپن راوت آئے روز اِس طرح کی اشتعال انگیز بیان بازی کرتے رہتے ہیں۔ مختصر یہ کہ کشمیری عوام بھارتی فوجیوں کے رحم وکرم پر ہیں۔ دنیا کشمیریوں کے قتل عام اور نسل کشی کا تماشا دیکھ رہی ہے۔ پاکستان جسے کشمیری قوم نے ہمیشہ اپنے محسن کی حیثیت سے دیکھا ہے، اپنا فریضہ کماحقہ انجام نہیں دے رہا۔

بار بار اور نہ رکنے والی عام اور بے گناہ لوگوں کو جان سے مار دینے کی کارروائیوں کا تذکرہ سن کر کلیجہ پھٹ جاتا ہے۔ اپنے نونہالوں کی لاشیں دیکھ دیکھ کر ذہنی طور پر مفلوج بنتے جا رہے ہیں۔ یہاں شادی کی باراتوں سے زیادہ جنازے اُٹھتے ہیں، یہاں اجتماعی خوشیوں کی تقریب کا تصور ہی نہیں کیا جاسکتا ہے، البتہ ماتمی مجالس اور تعزیتی تقریبات آئے روز کا معمول بن چکا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ جیسے انسانیت بے حس ہوچکی ہو اور اہلِ کشمیر کے قتل عام سے کسی کو کوئی فرق نہیں پڑ رہا۔ ایسے میں آخری سہارا اللہ رب کائنات کا ہی ہے۔ اس لیے اب ہماری تمام تر اُمیدیں اپنے رب ہی سے وابستہ ہیں۔ اُس کی مدد کا اس قوم کو پورا یقین ہے اور ہمارا یہی یقین ہماری کمزور قوم کو پہاڑ جیسے دشمن کے سامنے پورے عزم کے ساتھ کھڑا رہنے کا حوصلہ عطا کرتا ہے۔